بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا پاکستانی قوم کی موجودہ حالت ۔ عذابِ الٰہی یا غضبِ الٰہی کی وجہ سے ھے ؟
قرآنِ مجید میں قوموں پر کِن کِن حالات کو عذابِ الٰہی کے طور پر بیان فرمایا ھے ؟
قرآنِ مجید میں قوموں کی حالتِ عذاب سے نجات کیلئے کیا طریقہ سکھلایا گیا ھے ؟

اے میری پیاری قوم کے پیارے لوگو ! مجھے توقع ھے کہ ہماری قوم کے اکثر باشعور افراد ہماری قوم کی اجتماعی حالت پر غور و فکر کرتے ہوں گے۔ اُن کے دِلوں میں بھی ہماری قوم کی اجتماعی۔ بد حالی، تنگدستی، غربت، ذلت، معاشی و اخلاقی برائیوں کیوجہ سے تکلیف محسوس ہوتی ہو گی۔ حالاتِ حاضرہ پر غور کرنے سے ایسا ظاہر ہوتا ھے کہ بہت کم لوگوں کو یہ یقین ھے کہ ہماری قوم کی موجودہ ذِلت آمیز اور سخت تکلیف دہ حالت ۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے اور اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ھے۔ بعض باشعور اور سچائی پر قائم رہنے والے لوگوں کو یہ احساس ہوتا ہو گا۔ کہ ہماری قوم کی حالت کو دیکھنے سے تو ایسا ہی لگتا ھے کہ یہ حالت۔ درحقیقت عذابِ الٰہی کی ہی حالت ھے۔ مگر۔ ہمارا معاشرہ ایسے خیال کو یا تو دَبا دیتا ھے یا جھُٹلا دیتا ھے۔

چونکہ ھمارے اِس مضمون کا مقصد ۔ اپنی پاکستانی قوم کو موجودہ تکلیف دہ غربت ، بدامنی اور مصائب کی حالت سے نجات دِلوانے کا کوئی قابلِ عمل اور قابلِ اعتماد ذریعہ (طریقہ کار) دریافت کرنا ہے ۔لہٰذا۔ فی الحال ہم اِس بحث میں نہیں پڑتے کہ ھماری قوم کی موجودہ حالت عذابِ الٰہی کی وجہ سے ھے یا ھماری قومی غلطیوں کی سزا ھے یا ہمارے سیاست دانوں کا قصور ھے یا کوئی اور وجہ ھے۔ جو بھی وجہ ھے۔ بہر حال ھماری قومی حالت سخت بد حالی۔ تکالیف۔ ذلت۔ رُسوائی۔ کمزوری۔ افلاس اور خوف اور بدامنی کی حالت ھے۔ کئی اور قوم کا درد رکھنے والے پاکستانیوں کی طرح سے میرے دِل میں بھی اپنی قوم کی ایسی تکلیف دہ حالت کی وجہ سے غم اور پریشانی ہوتی رہتی ھے۔ میرے اللہ تعالےٰ جی نے میری التجائوں کو قبول فرما کر۔ آپ اپنے فضل سے مُجھ عاجز اِنسان پر۔ میری قومی حالت کے متعلق یقینی اور مدلل علوم وعرفان نازل فرمادیے۔ تب مجھے نہایت یقینی طور سے پتہ چلا کہ ھماری موجودہ قومی حالت کی جملہ وجوھات اور ایسی قومی حالت سے نجات کا یقینی اور واحد طریقہ کار۔ پہلے ہی سے قرآنِ مجید میں نہایت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہوا ھے۔ میں (محمدؐ اسلم چوہدری۔ صبغت اللہ) اللہ تعالے کا ایک عاجز بندہ ہوں اور آپ (تمام پاکستانیوں) کا قومی بھائی ہوں اور اِس قومی تعلق کی وجہ سے یہ مضمون آپ سب کی توجہ اور تدبر کیلئے پیش کر رھا ہوں ۔ آپ خود ملاحظہ فرمائیں۔ دیکھیں کہ ہمارے اللہ تعالے نے کِسی بھی قوم کے حالات کے متعلق کیا بیان فرمایا ہوا ھے :

Surah- FATIR: 35:02

مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾

ترجمہ:۔ اللہ تعالے اپنی جو جو اور جتنی جتنی رحمتیں اِنسانوں کے واسطے کھول دیں۔ تو کوئی اور ہستی۔ طاقت۔ مُلک یا شخص اُس رحمتِ الٰہیہ کو بند نہیں کر سکتا اور نہ ہی اُس رحمتِ الٰہیہ کو کم یا تنگ کر سکتا ھے۔ اور جو چیز (رحمت۔ فضل۔ رزق۔ برکت) اللہ تعالے روک دیں یا کم کر دیں یا بند کر دیں۔ تو پھر اللہ تعالے کے بعد۔ کوئی اور ہستی۔ طاقت۔ مُلک یا شخص اُس چیز (رحمت۔ فضل۔ رزق۔ برکت) کو اُن اِنسانوں (قوم) کیلئے جاری نہیں کر سکتا۔ صرف اللہ تعالے ھی ہیں جو سب طاقت۔ عزت۔ حکمت رکھتے ہیں ۔ (یعنی اللہ تعالے ہی پھر سے جاری کر سکتے ہیں)۔

میرے پیارے بھائیو۔ بہنو! آپ نے دیکھا کہ کائنات کے اکلوتے مالک۔ سب سے معزز۔ باوقار اللہ تعالے نے کسی بھی قوم (کسی بھی اِنسانوں) کے اُوپر اللہ جی کی رحمتوں کے جاری رھنے اور بند یا کم ھونے کے متعلق کیا اصول بیان فرمایا ھے۔ اِس آیت کے مطابق واضح ہو گیا ھے۔ کہ چاھے ظاہری اسباب (وجوھات) کُچھ بھی نظر آتے ہوں۔ اللہ تعالے کی رحمتوں کا جاری ہونا۔ کم ہونا۔ بند ہونا۔ صرف اور صرف اللہ تعالے کی ذاتی رضاء اور ذاتی اِرادے یا حکم سے ھی ہوتا ھے۔ خواہ اللہ تعالے اپنی رحمت کو روکنے یا کم کرنے کیلئے کسی قوم کے اپنے ھی لوگوں میں سے بعض کو زحمت کا ذریعہ بنائیں یا کسی دُوسری قوم کو استعمال کریں۔ چاہے ظاہری طور پر قومی حکمرانوں کی غلطیاں ہوں یا بیرونی طاقتوں کے حملے ہوں۔ فیصلہ بہر حال اللہ تعالے ھی کا ہوتا ھے۔ اِسی طرح۔ **جب تک** اللہ تعالے کی جناب سے۔ کسی قوم کیلئے رحمتوں کے دوبارہ جاری ہونے کا فرمان جاری نہیں ہوتا **تب تک** چاھے جیسے بھی منصوبے ۔ جتن۔ طریقے اپنائے جائیں۔ اُس قوم پر رحمتِ الٰہی نازل نہیں ہو سکتی۔ اب میں آپ کے سامنے اللہ تعالے کے پُر حکمت کلام میں سے ایک اور آیت پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

Surah Al-Hajj; Chapter 22 Verse 18

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ ﴿١٨﴾

ترجمہ: کیا تم جانتے۔ دیکھتے یا سمجھتے نہیں ہو کہ جو کوئی بھی آسمانوں میں ھے یا زمین میں ھے وُہ سب اللہ ھی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور انسانوں میں سے بھی اکثر اللہ ھی کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سارے (انسان) وُہ ہیں جِن کو عذاب دینا واجب ہو گیا ھے۔ اور جِس کو (قوم یا انسان کو) اللہ ذلت کی سزاء دے دیوے۔ پھر کوئی ہستی ایسی نہیں ھے جو اُس قوم یا اُس اِنسان کو قابلِ تکریم (عزت) کر سکے۔ یقیناً صرف اللہ ھی ھے کہ جو بھی چاہتا ھے کرتا ھے۔ یعنی اللہ جی ھی اُس عزت اور وقار کو بحال کر سکتے ہیں۔

میرے پیارے بھائیو۔ بہنو! اِس آیت میں ہمارے اللہ تعالے نے یہ اصول بیان فرمایا ھے کہ جِن افراد یا جِس قوم کو اللہ تعالے۔ ذلت اور بے عزتی والی زندگی گذارنے کی سزاء (عذاب) دے دیں تو کوئی دُنیاوی ذریعہ (منصوبے۔ مددگار۔ سیاسی لیڈر) اُن افراد یا اُس قوم کی تکریم (وقار) بحال نہیں کر سکتا ۔ لازماً پہلے وُہ بات تبدیل کرنی پڑے گی۔ جس کی وجہ سے اُن افراد یا قوم پر عذاب واجب (حق) ھوا تھا۔ پھر اللہ تعالے سے تکریم

بحال کروانے کی التجاء کرنی ہو گی۔ جب اللہ تعالے کی طرف سے اُس قوم کی تکریم بحال ہو جائے گی۔ تو اُس قوم کو اللہ تعالے ایسے ظاہری اسباب خود مہیا فرمادیں گے جِن اسباب کے ذریعہ سے اُس قوم کی یا اُن افراد کی تکریم بحال ہوتی چلی جائے گی ۔ اچھے مخلص راہنما۔ پھلوں اور فصلوں میں برکتیں ۔ ترقیاتی منصوبوں میں غیر معمولی کامیابیاں۔ وسائل کی فراوانی۔ لوگوں کے دِلوں میں سکینت، محبت اور پیار۔ علمی، تکنیکی، فنی ترقیاں اور بھی ہر وہ چیز جو اُس قوم کی عزت بحال کرنے کیلئے ضروری ہو گی۔ اللہ تعالے کے حکم سے اُس قوم کو عطا ہو جائے گی۔ اِنشاء اللہ تعالے۔ اِس آیت میں یہ سبق یا ھدایت ھے کہ جو افراد یا قوم ذلت۔ بے عزتی کی زندگی گذار رھی ہو (جیسے آجکل ہماری قوم ہے) تو اُس قوم کے کے لئے اس ذلت والی حالت سے نجات پانے کا اور قطعاً کوئی ذریعہ نہیں ھے سوائے اِس کے کہ اللہ تعالے اُن کی (اُس قوم کی) سزاء معاف کر دیں ۔ اب میں آپ کے سامنے اللہ تعالے کے پاک کلام میں سے ایک اور آیت پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

Surah Al-Ra’ad – 13:11

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ ﴿١١﴾

جالندہری [13:11]	احمد علی [13:11]	ابوالاعلی مودودی [13:11]
اس کے آگے اور پیچھے خدا کے چوکیدار ہیں جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ خدا اس (نعمت) کو جو کسی قوم کو (حاصل) ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ پھر نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا	ہر شخص حفاظت کے لیے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کو کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا	ہر شخص کے آگے اور پیچھے اس کے مقرر کیے ہوئے نگراں لگے ہوئے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی اور جب اللہ کسی قوم کی شامت لانے کا فیصلہ کر لے تو پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی، نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے
محمد حسین نجفی [13:11]	Jama’at Ahmadiyya	طاہر القادری [13:11]
انسان کے آگے اور پیچھے (خدا کے مقرر کردہ) نگہبان ہیں جو اللہ کے حکم سے باری باری اس کی حفاظت کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی اس حالت کو نہیں بدلتا جو اس کی ہے جب تک قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے اور جب خدا کسی قوم کو (اس کے عمل کی پاداش میں) کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو وہ ٹل نہیں سکتی (پہنچ کر ہی رہتی ہے)۔ اور نہ ہی اللہ کے سوا ان کا کوئی حامی و مددگار ہے۔	[13:12] اُس کے لئے اُس کے آگے اور پیچھے چلنے والے محافظ (مقرر) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اُسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بدانجام کا فیصلہ کرلے تو کسی صورت اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ اور اس کے سوا اُن کے لئے کوئی کارساز نہیں۔	(ہر) انسان کے لئے یکے بعد دیگرے آنے والے (فرشتے) ہیں جو اس کے آگے اور اس کے پیچھے اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں، اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ (اس کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے) عذاب کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اور نہ ہی ان کے لئے اللہ کے مقابلہ میں کوئی مددگار ہوتا ہے،

میری پیاری قوم کے پیارے لوگو۔ میرے بھائیو۔ بہنو۔ بزرگو اور ساتھیو! اللہ تبارک وتعالےٰ کی اِس آیت (13:11) کے الفاظ پر غور کریں۔ اِس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ھر ایک قسم کی قومی تکالیف۔ بُرائیوں کی حالتوں کیلئے وُہی اصول بیان فرمایا ھے جو کہ سورۃ الحج کی آیت نمبر 18 میں بیان فرمایا ہوا ھے۔ یعنی صرف اللہ تعالےٰ ھی قوموں کے حالات تبدیل کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے غور طلب بات یہ ھے کہ ابتدائی طور پر اِس قدر محبت۔ رحمت۔ فضلوں سے ہر قوم کے اِنسانوں کیلئے آپ ہر قسم کی حفاظت مہیا فرماتے ہیں۔ یہ حالت اُس وقت تک نہیں بدلاتے۔ جب تک اُس قوم کے لوگ اپنے عقائید۔ نظریات کو تبدیل نہیں کر لیتے۔

نوٹ: نفسوں کے اندر صرف خیالات۔ عقائید۔ نظریات ہوتے ہیں۔ آیت کے الفاظ میں جو کچھ نفسوں کے اندر ھے اُس کچھ کے تبدیل کرنے کا ذکر ھے۔ بعض ترجموں میں عدم توجہی کیوجہ سے یا پھر غلطی کی وجہ سے ایسا ظاہر کیا گیا ھے جیسے کہ پہلے قوم کو اپنی حالت خود تبدیل کرنی پڑے گی۔ پھر اللہ تعالےٰ بھی اُس قوم کی حالت تبدیل کریں گے۔ غالباً اُن ترجمہ کرنے والوں سے لکھنے میں غلطی ہو گئی ہو گی۔ مطلب شاید اُن کا بھی یہی ہو گا کہ جب تک کوئی قوم اپنے نظریات وعقائید کی حالت کو نہ بدلیں۔ تب تک۔ اللہ تعالےٰ اُس قوم کی عزت۔ رزق۔ خوشحالی یا بدحالی۔ آسائش یا تکالیف کی حالت کو نہیں بدلتے ۔

اِس آیت (13:11) میں اللہ تعالےٰ نے ہماری ھدایت وراہنمائی کیلئے مندرجہ ذیل یقینی اصول بیان فرمائے ہیں۔ (1)۔ اللہ تعالےٰ جب کِسی قوم کو کِسی تکلیف میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کے علاوہ (بجائے۔ بغیر) اور کوئی نہیں جو اُس تکلیف کو روک سکے یا رَد کر سکے۔ (2)۔ اللہ تعالےٰ بھی اُس قوم کی تکلیف والی حالت کو اُس وقت تک تبدیل نہیں کریں گے۔ جب تک۔ اُس قوم کے کافی لوگ۔ اُس چیز کو نہیں بدلتے۔ جو چیز کہ اُن کے نفسوں کے اندر ھے ۔ وُہ چیز جو نفسوں کے اندر ہوتی ھے اور اُسے بدلا بھی جاسکتا ھے۔ وُہ چیز۔ اِنسانوں کے خیالات، نظریات، عقیدہ، یا جذبات وغیرہ ھی ہوتے ہیں۔ اِس آیت میں انہی کے بدلانے (ٹھیک کرنے) کی بات بیان ہوئی ھے۔ (3) ۔ لہٰذا جب تک قوم کے کافی لوگ۔ اپنے اُس عقیدے یا نظریے کو تبدیل نہیں کرتے۔ تب تک قوم کی تکلیف دہ حالت کو اللہ تعالےٰ بھی تبدیل نہیں کریں گے اور اللہ تعالےٰ کے علاوہ کوئی اور بھی تبدیل نہیں کر سکے گا ۔ یہ کائنات کے مالک اللہ تعالےٰ کا یقینی اور حتمی فیصلہ ھے ۔

میری پیاری قوم کے باشعور لوگو۔ میرے بھائیو۔ بزرگو اور ساتھیو۔ اور میری پیاری قابلِ احترام بہنوں! آپ سب کو اپنی پاکستانی قوم کی حالت کا احساس ضرور ہوتا ہو گا۔ آپ نے دیکھ لیا ھے کہ اِن تمام اجتماعی تکالیف۔ ذلتوں اور قومی مفلسی کی حالت سے نجات کا صرف ایک ھی ذریعہ ھے۔ اور وُہ یہ ھے کہ قوم اُس غلط نظریہ (عقیدہ) سے توبہ کر لے۔ جو۔ اللہ تعالےٰ کے غضب، عذاب، سزاء کی وجہ ھے۔ آپ بھی سوچیں ۔ دُعائیں کریں اور ڈھونڈیں کہ ہماری قوم کا ایسا کونسا نظریہ (عقیدہ) ھے جو ھمارے اللہ تعالےٰ کو اتنا زیادہ ناپسند ھے۔ آپ میں سے ہر کِسی کا قومی فریضہ ھے کہ جہاں تک آپ کی طاقت ھے۔ آپ یہ جاننے کی کوشش کریں۔ بہترین طریقہ تو یہ ھے کہ یہ بات بھی اللہ تعالےٰ جی۔ سے ہی پوچھی جائے کہ اے ہمارے پیارے اللہ جی ھماری قوم کا وُہ کونسا نظریہ یا عقیدہ ہے یا پھر وُہ کیا چیز ہے جو ہمارے نفسوں میں ھے۔ جِس کیوجہ سے ہماری قوم کی ایسی ذلت۔ مصائب۔ تکلیف۔ عسرت۔ غربت اور بے بسی کی حالت ہوئی ہوئی ھے؟۔ اللہ تعالےٰ سے رورو کر پوچھیں کہ ہمارے

پالنے والے۔ ہمارے اللہ جی !ہم کیا چیز(عقیدہ۔خیال۔ نظریہ) تبدیل کریں؟ تاکہ آپ ہماری قوم کو اپنے عفو سے معاف فرمادیں۔ اور ہماری قوم کی دردناک حالت کو تبدیل کردیں۔ میری قوم کے باشعور لوگو۔ میرے بھائیو۔ میرے بچو اور میری پیاری بہنوں! ہمارے پاک پروردگار۔ ہمارے اللہ تعالے نے قرآنِ مجید میں نہایت واضح طور سے بیان فرمایا ھے کہ اللہ تعالے سے دُعا کرو(سوال کرو۔ پکارو۔ مانگو)۔ اللہ تعالے تمہاری دُعا(سوال، پکار، التجا) کا جواب دیں گے۔ ہماری قوم میں کتنے زیادہ لوگ ایسے ہیں۔ جو قرآنِ مجید میں لکھی ہوئی اِس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بھی اپنے اللہ تعالے کی اِس بات پر یقین نہیں کرتے۔ اکثر مذہبی راہنما اور علماء بھی اِن آیات کی تبلیغ اِس لئے نہیں کرتے۔ کیونکہ اُن کو خود کو بھی اِن مندرجہ ذیل آیات میں بیان شدہ حقیقت پر مکمل یقین نہیں ھے۔

Surah: Al-Ghafir Chapter 40: Verse 60

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾

Surah: Al-Baqrah Chapter 2: Verse 186

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

آپ سب سے درخواست ھے کہ آپ اللہ تعالے کے اِن دونوں بیانوں پر یقین کرکے اللہ تعالے سے ہر قسم کی دُعائیں کیا کریں۔ جیسی بھی راہنمائی چاہیے وُہ اللہ تعالے سے پوچھ لیں۔ اللہ تعالے کے اِن دونوں بیانوں پر کامل یقین کرلیں۔ اور ان بیانوں کا حوالہ پیش کرکے دُعا کریں۔ ہمارے اللہ تعالے یقیناً سچے ہیں۔ شرط صرف یہ ھے دُعا کرتے وقت۔ آپ اللہ تعالے کے بندے (عِبَادِي) بن کر دُعا کریں۔ مندرجہ بالا دونوں آیات میں اللہ تعالے کی بندگی (وفادار خادم ہونا) ایک لازمی شرط کے طور پر ھے۔ [اِس مضمون کی مزید تفصیل کیلئے مجھے ای میل کرلیں]

اب ہم واپس اپنے مضون کی طرف آتے ہیں۔ ہم نے دیکھ لیا ھے کہ سورۃ الرعد کی آیت 13:11 میں۔ سورۃ الحج کی آیت 22:18 میں اور سورۃ الفاطر کی آیت 35:02 میں اللہ تعالے نے یہ بیان فرمایا ھے کہ قوموں کے اجتماعی حالات۔ صرف اور صرف اللہ تعالے ہی تبدیل کرسکتے ہیں۔ چاہے ظاہری اسباب (وجوہات۔ ذریعے) غلط حکمران ہوں۔ یا بیرونی طاقتیں ہوں۔ یا آسمانی یا زمینی آفات ہوں مگر قوموں کے عروج وزوال کا فیصلہ۔ اللہ تعالے کی جنابِ عالی سے ھی جاری ہوتا ھے۔ اِن آیات میں یہ بھی فرمایا ھے کہ اللہ تعالے کو چھوڑ کر(اللہ کی بجائے) اور کوئی ہستی (انسان) کِسی قوم پر۔ اللہ تعالے کی طرف سے بھیجی ہوئی رحمت یا زحمت۔ فضل یا عذاب۔ خوشحالی یا بدحالی کے حالات کو بدلا نہیں سکتی۔

اللہ تعالے اِنسانوں کیلئے جو بھی رحمت کھول دیں یا جاری کردیں تو کوئی نہیں جو اُس رحمت کو بند کرسکے۔ اور جو بھی رحمت اللہ کی طرف سے بند ہو جائے۔ تو کوئی نہیں جو اُسکو کھول سکے۔

وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ ۔ جب اللہ تعالے کسی قوم کے لئے تکلیف کے حالات کا ارادہ کرلیں تو کوئی نہیں جو اُس تکلیف کا رَد کرسکے۔ اور اللہ تعالے کے علاوہ اور کوئی بھی اُس قوم کا والی(چارہ گر۔ کارساز) نہیں ہو سکتا۔

مندرجہ بالا تینوں آیات سے یہ تو واضح ہو گیا ھے۔ ہمیں اپنی پیاری پاکستانی قوم کی حالت بہتر کروانے کیلئے پہلے اللہ تعالے سے رجوع کرنا پڑے گا۔ پھر جب اللہ تعالے کی جناب سے ہماری قوم کیلئے معافی۔ رحمت۔ خوشحالی اور کامیابیوں کا فرمان جاری ہو جائے گا۔ تب اور صرف تب۔ ہماری قوم کی تکلیفیں اور بد حالیاں دُور ہو سکتی ہیں۔ اور خوش حالیوں کا دور شروع ہو سکتا ھے۔ (اِنشاءاللہ تعالے)۔ میرے دِل میں ہماری قوم کی بد حالیوں اور تکالیف کا احساس مجھے بے چین کر تا تھا۔ لہذا میں نے اپنے اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا۔ جہاں تک ہو سکا۔ میں نے اپنی قوم کی حالت کی بہتری کیلئے دُعائیں کیں۔ اللہ تعالے نے مُجھ عاجز پر اپنی رحمت فرمائی اور مُجھے اپنی قوم کی حالت کو بدلنے کیلئے ضروری ھدایات۔ علم۔ حکمت و عرفان عطا فرما دیے۔ لیکن ایک اھم رکاوٹ یہ پیش آگئی ھے کہ اللہ تعالے کا پکا فیصلہ یا اصول یا سنّت ھے۔ کہ اللہ تعالے کِسی قوم کی کسی بھی حالت کو اُس وقت تک تبدیل نہیں کرتے۔ جب تک اُس قوم کے کافی لوگ۔ اُس چیز کو نہیں بدلتے۔ جو چیز کہ اُن کے نفسوں کے اندر ھے۔

میں تو اللہ تعالے کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ میرے پاس ایسے دُنیاوی وسائل یا اختیارات نہیں ہیں کہ میں اکیلا ھی اپنی قوم کے نظریات۔ عقائید۔ خیالات کی اصلاح کر سکوں۔ اور جب تک میری قوم کے کافی لوگوں کے دِلوں کے اندر جو غلط خیالات یا نظریات ہیں۔ اُن کو بدلا نہ جائے۔ قوم کی حالت بھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اِس صورتِ حال کے پیشِ نظر۔ میں اپنی پاکستانی قوم کے تمام باشعور افراد سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ چاہیں تو براہِ راست۔ آپ خود اللہ تعالے سے پوچھ لیں کہ اللہ تعالے جی! ہماری قوم کے لوگ کیا چیز تبدیل کریں؟ تا کہ آپ ہماری قوم کے حالات کو بدلنے پر راضی ہو جائیں۔ دُوسری صورت یہ ھے کہ اللہ تعالے نے مجھے۔ اپنی قوم کی حالت کو بدلنے کیلئے جو ضروری ھدایات۔ علم۔ حکمت و عرفان عطا فرمائے ہیں۔ میں وُہ بینات آپ کے سامنے حتی المقدور تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں۔ اگر آپ کا دِل، دماغ، آنکھیں اور کان آپ کو گواھی دیں کہ یہ بینات واقعی سچ ہیں اور قرآنِ مجید کی آیات کے بھی مصدق ہیں۔ تو پھر پہلے تو آپ خود اللہ تعالے کے کلام میں پہلے سے بیان شدہ ھدایات اور معارف کو دِل کی گہرائیوں سے مان لیں۔ پھر جب آپ کے اپنے دِل کو یقین ہو جائے کہ ہماری قوم کا کونسا عقیدہ یا نظریہ اللہ تعالے کے پاک کلام سے متضاد ھے تو آپ کا فرض ہو جائے گا کہ آپ اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کریں کہ ھماری قوم کے نیک فطرت لوگ اپنے اُس نظریے۔ عقیدے کو تبدیل کر دیں۔ جو ہماری قوم پر غضبِ الٰہی کا موجب بنا ھوا ھے۔

> إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ
> یقیناً۔ اللہ تعالے کسی قوم کے حالات کو تبدیل نہیں کرتے جب تک کہ وُہ (لوگ۔ قوم) اُس کچھ کو نہیں بدلتے جو (نظریات۔ عقیدے۔ خیالات) اُن کے نفسوں میں ھے۔

میری پیاری قوم کے باشعور لوگو۔ میرے بھائیو۔ بزرگو اور ساتھیو۔ اور میری پیاری بہنو! اللہ تعالے نے میرے دِل پر پُر یقین اور مدلل علم نازل فرمایا ھے کہ میری قوم کی موجودہ عُسرت۔ غُربت اور دیگر بد حالیاں۔ اللہ تعالے کے عذاب کی وجہ سے ہیں۔ کیونکہ۔ میری قوم نے اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے رسولوں کو ماننے سے لگاتار اِنکار کیا ھے۔ عین جس طرح بنی اسرائیل کی قوم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد ایسا عقیدہ (نظریہ) اپنا لیا تھا کہ اب اللہ تعالے کسی کو بھی مبعوث نہیں فرمائیں گے۔ عین اُسی طرح ہماری قوم نے بھی ویسا ہی عقیدہ (نظریہ) اختیار کر لیا ہوا ھے۔ جِس طرح بنی اسرائیل والوں کو کئی سو سال تک کوئی نبی یا رسول نظر نہیں آیا مگر عذابِ الٰہی مسلسل بڑھتا چلا گیا۔ بالکل اِسی طرح ہماری قوم کو بھی کوئی رسول نظر نہیں آیا۔ حالانکہ۔ ہماری قوم پر عذابِ الٰہی مسلسل بڑھتا جا رہا ھے۔ اور ہمیں اپنی قوم میں اللہ تعالے کا بھیجا ہوا کوئی ایک بھی

بندہ (رسول) نظر ہی نہیں آیا ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے تو لگاتار آتے رہے مگر ہماری قوم نے اُن کو اللہ کے رسول ماننے سے انکار کر دیا ہو۔ توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالے نے قرآنِ مجید میں بنی اسرائیل کی مندرجہ ذیل مثال کیسی اور کیوں بیان فرمائی ھے۔:

Surah Al-Ghafir Chapter 40: Verse 34

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُم بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِن بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿٣٤﴾

محمد حسین نجفی [40:34]	ابوالاعلی مودودی [40:34]	جالندہری [40:34]
اور (اے میری قوم) اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف (ع) کھلی ہوئی دلیلیں (معجزات) لے کر آئے مگر تم برابر شک ہی میں پڑے رہے یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہا (اب) اللہ ان کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ اس شخص کو گمراہی میں چھوڑ تا ہے جو حد سے بڑھنے والا (اور) شک کرنے والا ہوتا ہے۔	اس سے پہلے یوسفؑ تمہارے پاس بینات لے کر آئے تھے مگر تم اُن کی لائی ہوئی تعلیم کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہے پھر جب اُن کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا اب اُن کے بعد اللہ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا" اِسی طرح اللہ اُن سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں	اور پہلے یوسف بھی تمہارے پاس نشانیاں لے کر آئے تھے تو جو وہ لائے تھے اس سے تم ہمیشہ شک ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا اس کے بعد کبھی کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔ اسی طرح خدا اس شخص کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے نکل جانے والا اور شک کرنے والا ہو

میری قوم کے باشعور لوگو! میرے پیارے بھائیو اور بہنو! آپ اِس آیت میں دیکھ سکتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل کی قوم نے۔ ہماری قوم کی طرح سے ختمِ نبوت والے عقیدے کو اپنا لیا تو اللہ تعالے نے خود اُس قوم کو گمراہی کی حالت میں چھوڑ دیا۔ اُن کو اِس نظریے کو حد سے تجاوز کرنا۔ اور ناجائز شک کرنا بھی قرار دے دیا۔ آپ اپنے دِل میں سوچیں۔ کہ جب بنی اسرائیل نے یہی بات کہی کہ اب اُن کے بعد اللہ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا تو اللہ تعالے نے اُن کو گمراہ۔ حد سے گذرنے والے۔ شک کرنے والے قرار دے دیا۔ لیکن۔ جب ہماری قوم عین یہی بات کہتی ھے۔ تو اللہ تعالے ہماری قوم کی ساتھ کیا سلوک کریں گے ؟ کیا اِس مرتبہ اللہ تعالے اُسی بات کے اعلان کو (اب اُن کے بعد اللہ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا) ثواب قرار دے دیں گے ؟ یہ بھی سوچیں کہ اللہ تعالے نے قرآنِ کریم میں یہ مثال کیوں بیان فرمائی ھے ؟۔

مجھے یقین ہے کہ اِس آیت میں مسلمان قوموں کے لیے یہی لازمی ھدایت بیان فرمائی ھوئی ھے کہ خبردار! میرے رسولوں کے آتے رھنے کا اِنکار کبھی نہ کرنا۔ ورنہ دیکھ لو۔ کہ بنی اسرئیل کی قوم نے جب میرے رسولوں کے آتے رہنے کا اِنکار کیا تو پھر اُس کا کیا حشر ھوا۔ کئی سو سال تک ایک بے دین قوم فرعون کے ذلیل غلام بن کر رہنا پڑا تھا۔ جب تک بنی اسرائیل نے اپنے اُس نظریے کو تبدیل نہیں کیا تھا۔ اُن کو ذلت۔ غربت۔ غلامی کی زندگی سے نجات نہیں ملی تھی۔ لہٰذا اے قرآنِ مجید سے ھدایت ڈھونڈنے والو۔ اِس مثال سے سبق سیکھ لو۔ میرے رسولوں کے آتے رھنے کا اِنکار کبھی نہ کرنا۔

میری قوم کے باشعور لوگو! میرے پیارے بھائیو اور بہنو! اپنے مالکِ حقیقی۔ اپنے اللہ کے پاک کلام کو واقعی سچ سمجھو۔ اللہ تعالے کی آیات دیکھنے کے بعد اُن کی توھین نہ کرو۔ آیات قرآن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد اُن کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا کرو جیسے کہ آپ نے آیت کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ اپنے معاشرے (ماحول) سے سُنی اور سیکھی ہوئی باتوں کو اپنے عالیشان اللہ تبارک و تعالیٰ کی باتوں پر فوقیت نہ دیا کرو۔ اپنے دِل۔ دماغ۔ آنکھوں اور کانوں پر اعتماد کرو۔ جب دِل گواھی دے دے کہ اللہ تعالے نے واقعی کوئی بات کہی ہوئی ھے تو پھر چاھے وُہ بات سارے معاشرے کے نظریات کے برعکس ھو۔ اپنے اللہ کی بات کو فوقیت دیا کرو۔ اللہ تعالے آپ سب پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں۔ آمین۔

یقیناً پچھلے کئی سالوں سے (اندازاً 40 سال سے) ہماری پاکستانی قوم پر اللہ تعالے کا بتدریج بڑھنے والا عذاب نازل ھوا ھوا ھے ۔ آپ میں سے کئی لوگ یہ محسوس کرتے ہونگے کہ ہماری اجتماعی قومی حالت تو واقعی عذاب کی ہی ھے۔ اِنفرادی طور پر کافی لوگ اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہماری قومی بدحالیاں ہمارے قومی گناہوں کی سزاء ہیں۔ مگر عذاب کا لفظ استعمال نہیں کرتے حالانکہ جانتے ہیں کہ لفظ ' عذاب ' کا اردو ترجمہ سزاء ھی ھے ۔ قوم کے سیاسی۔ معاشرتی۔ مذھبی راہنما قوم پر بتدریج بڑھتے ہوئے عذاب کو دیکھنے کے باوجود بھی۔ اِن حالات کو عذابِ الٰہی کہنے سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا کہ یہ حالات۔ عذابِ الٰہی کی وجہ سے ہیں تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اِس عذاب سے پہلے کوئی رسول بھی ضرور آنا چاہیے۔ مندرجہ ذیل فرمانِ الٰہیہ پر غور کریں۔

<table>
<tr><td colspan="3">Surah Bani- Israel Chapter 17: Verse 15
مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾</td></tr>
<tr><td>طاہر القادری [17:15]</td><td>ابوالاعلی مودودی [17:15]</td><td>Jama'at Ahmadiyya</td></tr>
<tr><td>جو کوئی راہِ ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے فائدہ کے لئے ہدایت پر چلتا ہے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال (بھی) اسی پر ہے، اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے (کے گناہوں) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور ہم ہرگز عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم (اس قوم میں) کسی رسول کو بھیج لیں،</td><td>جو کوئی راہ راست اختیار کرے اس کی راست روی اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے، اور جو گمراہ ہو اس کی گمراہی کا وبال اُسی پر ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ (لوگوں کو حق و باطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام برنہ بھیج دیں</td><td>[17:16] جو ہدایت پا جائے وہ خود اپنی جان ہی کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہو تو وہ اسی کے مفاد کے خلاف گمراہ ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کر دیں)۔</td></tr>
</table>

میرے پیارے بھائیو۔ بہنو! اپنے دِلوں سے سوچو اور تدبر کرو۔ کیا یہ ممکن ھے کہ اللہ تعالے کی یہ آیت (نعوذ باللہ) غلط ھو؟ عذاب تو آچکا ھے۔ لہٰذا یہ کیسے ممکن ھے کہ ہمارے باوقار۔ مقدس اللہ تعالے نے اِس عذاب سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا ہو؟ اللہ تعالے کی یہ آیت یقیناً سچی ھے۔ شیطان کئی قسم کے حیلوں سے ہماری قوم کو اللہ تعالے کی ایسی آیات پر تدبر کرنے سے روکتا رہتا ھے۔ توجہ فرمائیں! کیا آپ کا دِل تسلیم کرتا ھے کہ پچھلے

چودہ سو سال[1400] میں اللہ تعالے نے۔ پوری دُینا کی کسی بھی قوم یا ملک یا بستی پر۔ کسی بھی طرح کا کوئی بھی عذاب نہیں بھیجا ہو گا؟ پوری دُنیا میں اگر کسی ایک جگہ پر بھی کوئی زلزلہ۔ آتش فشاں پہاڑ کا پھٹنا۔ سیلاب۔ جنگِ عظیم۔ قحط یا شہروں کو تباہ کرنے والی وبائیں۔ نازل ہوئی تھیں تو پھر یقینی بات ھے کہ عذابِ الٰہی تو آئے تھے۔ خدائے ذوالجلال کی آیت 17:15 کے مطابق : اگر عذاب آئے تھے۔ **تو پھر اللہ کے بھیجے** ہوئے خبر دار کرنے والے (رسول) بھی ضرور آئے تھے۔ کیونکہ ہمارا مالک۔ ہمارا معزز اللہ تعالے۔ اپنی ہر بات میں سچا ھے۔

ہمارے اِس مضمون کا مقصد یہ طے کرنا ھے کہ ہماری قوم کا وُہ کونسا نظریہ یا عقیدہ ھے ۔ جس کو تبدیل کر دیا جائے تا کہ اللہ تعالے ہماری قوم کی موجودہ تکلیف دہ حالت کو بہتر حالت سے بدل دیں گے۔؟

میں اللہ تعالے کا ایک عاجز بندہ۔ اپنے علیم و خبیر اور قادرِ مطلق اللہ تعالے کو گواہ بنا کر۔ آپ سب کے سامنے یہ بیان پیش کر تا ہوں کہ اللہ تعالے نے مجھے اپنی پاک وحی کے ذریعہ سے یہ اطلاع (علم۔ تفہیم) عطا فرمائی ھے کہ: تمہاری قوم نے خاتم النبین کے معنے اِس طرح اُلٹ سمجھ لیے ہیں جِس طرح ۔۔۔۔۔ تمہاری قوم کے اکثر لوگ ۔یومِ قیامت کے معنے اُلٹ سمجھتے ہیں ۔ اِس پاک اور یقنی وحیٔ الٰہی کے ساتھ ہی یہ تفہیم بھی نازل ہوئی تھی کہ خاتم النبین میں خاتم کا معنی غلط سمجھتے ہیں اور یومِ قیامت میں۔ لفظ قیامت کا معنی غلط کر لیتے ہیں۔ لہذا ہماری قوم کا ختمِ نبوت والا نظریہ ہی وُہ نظریہ ھے جسے رَد کرنے کے بعد ھی ہماری قوم کی حالت بدل سکتی ھے۔

ہم نے (سورۃ الغافر۔ آیت 34) پر غور کر کے یہ دیکھ لیا ھے۔ اللہ تعالے کے رسولوں کے **آسکنے کا انکار** کرنا اللہ تعالے کو سخت ناپسند ھے۔ اِس آیت سے تو یہ سبق ملتا ھے کہ پہلے جب بنی اسرائیل کی قوم نے رسولوں کے **آسکنے کا انکار** کیا تھا اللہ تعالے نے اُنکو سزاء دی۔ اور اُنکی سزاء بتدریج سخت ہوتی گئی۔ ہمیں یہ بھی علم ھے کہ اُس قوم کو اُنکی ذلت آمیز سزاء (عذاب) سے۔ اُس وقت تک نجات نہیں ملی تھی۔ جب تک اُنہوں نے اپنے ختمِ نبوت والے نظریے کو تبدیل نہیں کیا۔ لہذا پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔ اللہ تعالے کا بھیجا ہوا مانا۔ پھر قوم کی حالت تبدیل ہوئی تھی۔ اِس قرآنی مثال سے ثابت ہو تا ھے کہ جب ہماری قوم بھی اپنے ختمِ نبوت والے نظریے کو تبدیل کرے گی۔ صرف تب ھی ہماری قوم کو موجودہ۔ ذلت ۔ عُسرت۔ اور تکلیف والی حالت سے نجات ملے گی۔

ہم نے (سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت 15) پر غور کر کے یہ دیکھ لیا ھے کہ **اللہ تعالے نے اِس آیت میں فرمایا ھے کہ جب تک میں کسی بستی یا قوم میں رسول مبعوث نہ کروں۔ میں عذاب نہیں بھیجتا** ۔ لہذا۔ اگر پوری دُنیا کا سوچا جائے تو۔ گذشتہ 1400 سال میں۔ اَن گنت مرتبہ عذابِ الٰہی نازل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالے کی اِس آیت کے مطابق۔ اللہ تعالے نے اُتنی ہی مرتبہ اپنے رسول بھی ضرور بھیجے ہونگے۔ اللہ تعالے کی آیات میں ایسا تضاد

نہیں ہو سکتا لہذا ضرور ہمارے ترجموں میں کوئی غلطی ہو گئی ھے۔ نظریہ ختمِ نبوت کے مطابق گذشتہ 1400 سال میں اللہ تعالے کی طرف سے کوئی بھی رسول (پوری دُنیا میں کہیں بھی) نہیں بھیجا گیا۔ چونکہ نظریہ ختمِ نبوت۔ اِس آیت (17:15) میں بیان کئے ہوئے اللہ تعالے کے فرمان کو جھُٹلاتا ھے۔ لہذا۔ یہ نظریہ خود ھی غلط ھے۔ [نوٹ]: روئے زمین پر رونما ہونے والے واقعات (مثلاً دِن رات؛ سورج یا چاند کا نکلنا؛ موسموں کا بدلنا؛ طوفان؛ زلزلے؛ سیلاب اور بھی اَن گنت انسانی مشاھدات۔ سب اللہ تعالے کی آیات ہیں۔ یہ بات قرآنِ مجید میں لکھی ھے۔ قرآنِ مجید کے حوالوں سے۔ اللہ کے رسولوں کے ہمیشہ آتے رہنے کا نظریہ ثابت کرنے کے لئے کئی نا قابلِ تردید ثبوت (دلائل) اِسی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

اِس مضمون میں اختصار کے پیشِ نظر صرف چند دلائل لکھے ہیں۔ میرے پیارے بھائیو اور بہنو! سن عیسوی 2005 میں بالا کوٹ اور اُس کے ارد گرد کی بستیوں پر ھلاکت بھی نازل ہوئی۔ سارے علماء کو لازماً یہ علم ہونا چاہیے۔ کہ اللہ تعالے کے کلام (قرآنِ مجید) کے مطابق کسی بستی پر ھلاکت نازل نہیں ہو سکتی۔ جب تک اُسی بستی میں کوئی رسول مبعوث نہ ہو جائے۔ حیرت انگیز قومی بے حسی ھے۔ کہ ہماری قوم کے علماء نے بالا کوٹ کی ھلاکت کے باوجود بھی تسلیم نہیں کیا کہ اِس ھلاکت سے پہلے اللہ کا کوئی رسول ضرور مبعوث ہوا ہو گا۔ آپ کے دِلوں کی تسلی کے لئے قرآنِ مجید کی مندرجہ ذیل آیت پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں

Surah Al-Qasas: Chapter 28 Verse 59

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿٥٩﴾

احمد علی [28:59]	جالندہری [28:59]	محمد حسین نجفی [28:59]
اور تیرا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں	اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا۔ جب تک اُن کے بڑے شہر میں پیغمبر نہ بھیج لے جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں	اور آپ کا پروردگار بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ہے جب تک ان کے مرکزی مقام میں کوئی رسول نہ بھیج دے جو ہماری آیتوں کی تلاوت کرے اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہیں جب تک ان کے باشندے ظالم نہ ہوں۔

میری قوم کے باشعور لوگو! بالا کوٹ کی ھلاکت بذاتِ خود۔ اللہ تعالے کی ایک آیت ھے۔ بالا کوٹ کی ھلاکت کا واقعہ تو آپ میں سے اکثر لوگوں کی زندگیوں میں ہی رونما ہوا ھے۔ اللہ تعالے کی واضح قرآنی آیت بھی آپ کے سامنے ھے۔ یہ آیت یقیناً سچ ھے۔ اور اگر یہ واقعی سچ ہے تو پھر اِس واقعے سے تھوڑا سا پہلے۔ بالا کوٹ میں اللہ تعالے کا بھیجا ہوا کوئی بندہ (رسول) لازماً آیا تھا۔ ختمِ نبوت والے نظریہ کے مطابق تو کوئی رسول نہیں آ سکتا مگر پھر (نعوذ باللہ) اِس آیت کو کیا سمجھا جائے۔ اپنے اپنے دِلوں سے فیصلہ کریں۔ اِس آیت سے اب مزید ثبوت مِل گیا ھے کہ جب ہماری قوم بھی اپنے ختمِ نبوت والے نظریے کو تبدیل کرے گی۔ صرف تب ھی ہماری قوم کو موجودہ۔ ذلت۔ عُسرت۔ اور تکلیف والی حالت سے نجات ملے گی۔ اللہ تعالے کا تقریباً ایسا ہی بیان (اعلان) سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 208 میں بھی ھے۔

کِسی قوم کیلئے۔ اللہ تعالے کے آئندہ آنے والے رسولوں پر ایمان لانا۔ کتنا اھم معاملہ ھے ؟

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ھے کہ اللہ تعالے نے قوموں کے حالات بدلنے کیلئے جو لازمی شرط بیان فرمائی ہوئی ھے۔ یعنی إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۔ تو اِس شرط کو پورا کرنے کیلئے ہماری پاکستانی قوم کو اپنا نظریہ ختم نبوت ھی بدلنا پڑے گا۔ آئیں ہم حتمی فیصلہ کرنے سے پہلے یہ غور کرلیں کہ ھمارے اللہ تعالے کی نظر میں یا اللہ تعالے کی ھدایات کے مطابق ۔ کِسی قوم کیلئے۔ اللہ تعالے کے آئندہ آنے والے رسولوں پر ایمان لانا۔ کتنا اھم معاملہ ھے ؟

1۔ آپ سب دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالے نے قرآنِ کریم میں کئی پہلی قوموں پر اللہ تعالے کے عذاب یاھلاکت کے واقعات کا قرآنِ کریم میں بار بار ذکر بیان کیا ہوا ھے ۔ قرآن پڑھنے والوں کو بار بار تاکید کر کر کے بتلایا ھے کہ اُن تمام قوموں نے بھی اللہ تعالے کے بھیجے ہوئے رسولوں کو ماننے سے اِنکار کیا تھا۔ صرف تب اللہ تعالے نے اُن قوموں پر مختلف اقسام کے عذاب بھیجے تھے ۔ آپ سوچیں کہ اگر ہمارا مقدس اللہ۔ واقعی حکیم اور علیم اور غلطیوں سے پاک ھے ۔ تو پھر۔ اللہ تعالے نے بار بار رسولوں کا اِنکار کرنے والی قوموں کے واقعات سنانے کیوں ضروری سمجھے ؟ قرآن پڑھنے والوں کو اُن قوموں کے حالت سے کیا ھدایت دینا مقصود تھا ؟ کیا (نعوذ باللہ) اُن واقعات کا تکرار فضول اور بے وجہ ھے ؟ سوچیں کہ واقعی نزولِ قرآن کے بعد کسی قوم میں کوئی رسول آنا ھی نہیں تھا تو اُن قوموں پر عذابوں کا اتنا زیادہ تکرار کرنے کی کیا مصلحت ممکن ھے ؟

میں پورے یقین سے بیان کر رہا ہوں کہ اللہ تعالے قرار واقعی ۔ غلطیوں سے پاک ہیں۔ اللہ تعالے نے رسولوں کا اِنکار کرنے والی پچھلی قوموں کے واقعات ہمیں اِس لئے بار بار سُنوائے ہیں۔ تا کہ ہمیں عبرت اور نصیحت مل جائے ۔ اور ہم اپنے اپنے زمانوں میں آنے والے رسولوں کا انکار نہ کر بیٹھیں۔ مگر بد قسمتی سے ہماری قوم نے نظریہ ختم نبوت کو اپنالیا ۔ اور پھر اِسی خود ساختہ نظریہ کی بنیاد پر۔ اللہ تعالے کے رسولوں کی بھی تکذیب کر دی اور اللہ تعالے کی آیات کی بھی تکذیب کر دی ۔

میرے پیارے ہم وطنو! اللہ تعالے نے قرآنِ کریم میں پہلی قوموں پر اللہ تعالے کے عذاب یاھلاکت کے واقعات کا اِس وجہ سے بار بار ذکر بیان کیا ھے کیونکہ اللہ تعالے کے نزدیک ۔ کسی قوم کا ۔ اللہ تعالے کے رسولوں کا انکار کرنا بہت بڑا جُرم ھے ۔ وُہ تو ہمیں اس جرم سے بچانا چاہتے تھے ۔ مگر پھر بھی ہماری قوم اِس جرم میں مبتلا ہو گئی ۔ نتیجۃً اب عذابِ الٰہی کو بھگت رہی ھے ۔

2۔ آپ میں سے بعض بھائیوں اور بہنوں نے ایک مشہور دینی اصطلاح: میثاق النبیین کا ذکر سُنا ہو گا۔ آپ سے درخواست ھے کہ اپنے دل کے ساتھ اپنے اللہ تعالے کی مندرجہ ذیل آیات پر غور و تدبر کریں۔ یہ وُہ پکا عہد نامہ ھے جو اللہ تعالے نے اپنے انبیاء کے ساتھ پختہ وعدے لیکر فرمایا

اور پھر بھی مزید اصرار کے ساتھ اِس معاھدے کی پابندی کرنے کا اقرار بھی کروایا۔ ھے ناں۔ حیرت انگیز بات؟ کیا انبیاء کی وفا پر شک تھا یا اِس معاھدے کی اہمیت پر زور دینا مقصودِ باری تعالیٰ تھا؟ اِن آیاتِ قرآن کریم پر خود تدبر فرمائیں پھر فیصلہ کریں۔

Ale-Imran Chapter 3: Verse 81

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨١﴾

ابوالاعلی مودودی [3:81]	احمد علی [3:81]	جالندہری [3:81]
یاد کرو، اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ، "آج ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت و دانش سے نوازا ہے، کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے، تو تم کو اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہو گی" یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا، "کیا تم اِس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟" اُنہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا، "اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں	اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا اور البتہ جو کچھ میں تمہیں کتاب ابور علم سے دوں پھر تمہارے پاس پیغنبر آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے البتہ اس پر ایمان لے آنا اور البتہ اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا اللہ نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں	اور جب خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہو گا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہو گی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! سوچو کہ اللہ تعالے کے نزدیک اللہ تعالے کے آئندہ آنے والے رسولوں پر ایمان لانا۔ کتنا اھم معاملہ ھے؟ کہ اپنے نبیوں سے کِس قدر قوت کے ساتھ یہ معاھدہ کروایا ھے۔ پھر بھی اصرار کیا تاکہ بعد میں یہ آیت پڑھنے والوں کو پتہ چلے کہ اللہ تعالے اِس معاملہ کو کتنا ضروری قرار دیتے ہیں ۔ دِل سے تدبر اور غور کرنے کی احتیاط ضروری ھے کیونکہ بعض علماءِ قوم نے کوئی رسول کے آنے کو ۔ حضرت محمد ﷺ سے منسوب قرار دے دیا ھے۔ شاید ذھن میں نہ رھا ہو گا کہ اللہ تعالے صرف اور صرف اُس قوم کی ھی زبان میں رسول بھیجتے ہیں ۔ اور اُن کے اپنے لوگوں میں سے ہونا بھی ایک ضروری شرط ھے۔ بہر حال آپ خود غور فرمائیں اور خود ہی اپنے دل سے فیصلہ کریں ۔

میر افوری مقصد تو صرف یہ دِکھلانا تھا کہ اللہ تعالے کی اپنی حکمت۔ بصیرت میں آئندہ رسولوں پر ایمان لانے کیلئے مستعد اور تیار رہنا بہت ضروری ھے ۔ کم از کم ۔ یہ مقصد تو پورا ہو گیا ھے کہ واقعی معاملہ بہت اہم ھے ۔ مگر اِس آیت سے تو یہ لگتا ھے کہ یہ میثاق النبین۔ قرآنِ مجید سے پہلے زمانے والے انبیاء سے لیا گیا تھا ۔ اگرچہ معاملہ بہت اھم ھے مگر ہماری قوم پر اِس کا اطلاق کیسے ہو سکتا ھے ؟ ۔

میرے پیارے بھائی بہنو! میری قوم کے پیارے لوگو ! ہم پر اِسی آیت کا اطلاق اِس طرح ہوتا ھے کہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ میں اللہ تعالے نے یہی میثاق النبین۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے بھی لیا تھا ۔ سوچو! سوچو! پھر بھی ہماری قوم شیطان سے دھوکہ کھا گئی حالانکہ اِس مندرجہ ذیل آیت کی موجودگی میں ختم نبوت کے نظریہ جیسی گھناؤنی گمراھی میں پڑنا تقریباً ناممکن تھا ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں۔

<table>
<tr><td colspan="3">Al-Ahzaab: Chapter 33: Verse 8
وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾</td></tr>
<tr><td>ابوالاعلی مودودی [33:7]</td><td>احمد علی [33:7]</td><td>جالندہری [33:7]</td></tr>
<tr><td>اور (اے نبیؐ) یاد رکھو اُس عہد و پیمان کو جو ہم نے سب پیغمبروں سے لیا ہے، تم سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی سب سے ہم پختہ عہد لے چکے ہیں</td><td>اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح اور ابراھیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے بھی اور ان سے ہم نے پکا عہد لیا تھا</td><td>اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور تم سے نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔ اور عہد بھی اُن سے پکّا لیا</td></tr>
</table>

میرے پیارے بھائی بہنو! میری قوم کے پیارے لوگو ! اللہ تبارک وتعالے کا پاک کلام آپ کے سامنے ھے ۔ اللہ تعالے نے کمال حکمت کے ساتھ پہلے میثاق النبین کی تشریح بیان فرمائی ھے۔ پھر یہ بیان فرمایا کہ محمد مصطفٰے ﷺ سے بھی یہی میثاق لیا تھا ۔ دونوں متعلقہ آیات پر تدبر کرنے سے بالکل صاف واضح ہو رہا ھے۔ اللہ تعالے نے ہماری قوم کو بھی سختی کے ساتھ تنبیہ یا تاکید فرمائی تھی کہ محمد مصطفٰے ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں کے آنے کا انکار نہ کر دینا ۔ دِل کے ساتھ سوچو! اگر حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے بعد کوئی رسول نہیں آسکتے تھے۔ تو کیا (نعوذباللہ) اللہ تعالے نے غلطی سے یہ پختہ معاہدہ کیا تھا؟ ۔۔۔۔ استغفر اللہ ربی۔ آپ کا دینی فرض ھے کہ اپنے اللہ تعالے کی عزمت اور وقار کو مشکوک نہ ہونے دیں ۔

اللہ تعالے نے اعلیٰ حکمت کے ساتھ اِن آیات کے الفاظ کو ترتیب دیا ھے ۔ مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ ۔ اِس ترتیب پر غور فرمائیں۔ ناقابلِ تردید انداز کے ساتھ بیان فرمایا ھے کہ اللہ تعالے نے محمد مصطفٰے ﷺ سے بھی وُہی میثاق النبین لیا تھا جو میثاق کہ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراھیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے بھی لیا تھا ۔ پورے قرآنِ مجید میں صرف ایک ھی میثاق النبین بیان ہوا ھے۔ سورۃ آلِ عمران کی آیت 81 میں اِس میثاق کی تفصیل پڑھیں۔ اِن دونوں آیات سے آپ کو یقینی علم ہو جانا چاہیے ۔ کہ اللہ تعالے نے تو ہمارے نبیؐ اکرم ۔ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے اُن کے بعد آنے والے رسولوں پر ایمان لانے اور اُنکی مدد کرنے کا پکا وعدہ لیا ہوا ھے ۔ ھماری قوم نے نظریہ ختم نبوت اپنا کر ۔ یقیناً غلطی کی ھے ۔ ہمیں فوراً اِس غلط نظریے کو ہمیشہ کے لئے رَد کر دینا چاہیے ۔

حتمی نتیجہ - Conclusion

1 ۔ ہم نے اِس مضمون کے شروع میں ۔سورۃ الرعد کی آیت 13:11 میں۔سورۃ الحج کی آیت 22:18 میں اور سورۃ الفاطر کی آیت 35:02 کے ترجموں پر غور کیا تھا اور اِن سے یہ نتیجہ (سبق) اخذ کیا تھا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالے نے بیان فرمایا ھے۔کہ قوموں کے اجتماعی حالات۔صرف اور صرف اللہ تعالے ہی تبدیل کر سکتے ہیں ۔ قوموں پر رحمت۔برکت۔خوش حالی اللہ تعالے کے فرمان سے جاری ہوتی ھے مگر قوموں کی ذلت۔عسرت۔بدحالی۔ تنگی اور تکلیف کا دور بھی اللہ تعالے کے فرمان سے جاری ہوتا ھے۔چاھے اللہ تعالے کوئی سے بھی ظاہری ذریعے استعمال کریں۔ مگر پہلے فرمانِ مالکِ کائنات جاری ہوتا ھے تب قومی حالات میں تبدیلیاں آتی ہیں ۔ اللہ اکبر۔

2 ۔ چونکہ ہمارا مقصد یہ جاننا ھے کہ ہماری قوم کی موجودہ بدحالی کی حالت کیسے تبدیل ہو۔لہذا جب یقینی طور سے علم ہو گیا کہ ہماری قوم کے حالات صرف تب بدل سکیں گے جب پہلے اللہ تعالے کی عالی جناب سے اِن حالات کے بدلے جانے کا پرمٹ جاری ہو جائے گا ۔لہذا ہم نے سوچا کہ اللہ تعالے سے کس طرح درخواست کریں؟ تب ہم نے سورۃ الرعد کی آیت 13:11 میں میں ایک یقینی اور لازمی شرط یہ دیکھی کہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۔یعنی اللہ تعالے کسی قوم کے حالات کو تبدیل نہیں کرتے۔جب تک کہ وُہ (لوگ۔قوم) اُس چیز کو نہیں بدلتے جو (نظریات۔عقیدے۔خیالات) اُن کے نفسوں میں ھے ۔ اَب یہ سوال پیدا ہو گیا۔کہ وہ کیا چیز ھے جو ہماری قوم کے نفسوں میں ھے۔اور جسے تبدیل کئے بغیر ہماری قوم کے حالات تبدیل نہیں ہو سکتے؟

3 ۔ پھر۔سورۃ الغافر کی آیت 34 ۔ سورۃ بنی اسرآئیل کی آیت 15۔ سورۃ القصص کی آیت 59۔ پر تحقیق کرنے سے پتہ چلا ہماری قوم کا نظریہ ختم نبوت اللہ تعالے کے کلام سے متضاد ھے ۔پھر ہم نے میثاق النبیین والی دونوں آیت پر غور کیا۔اور جب یہ دیکھا کہ اللہ تعالے نے یہی میثاق حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے بھی لیا ھے ۔ تو حتمی اور یقینی ثبوت مل گیا ۔کہ:

نظریہ ختم نبوت ھی وُہ نظریہ ھے جس کے تبدیل کرنے کی بعد۔ہماری قوم کو اللہ تعالے کی رحمتیں حاصل ہو سکتی ہیں ۔ اور جب تک ہم اِس غلط نظریے کو تبدیل نہ کریں ۔ تب تک ۔ ہماری قوم کو موجودہ تکلیف دہ حالات (عذابِ الٰہی) سے نجات نہیں مل سکتی ۔

اللہ تعالے آپ سب پر اپنی رحمتیں۔برکتیں اور افضال نازل فرمائیں۔نورِ حق کے متلاشیوں کو اِن آیات کا سچا فہم و عرفان عطا فرمائیں ۔ آمین

آپکا ہم وطن۔ آپکا قومی بھائی۔۔۔محمد اسلم چوہدری (صبغت اللہ)
آج مورخہ ۲۶ فروری ۲۰۱۳ سنِ عیسوی ھے ۔